سورہ روم | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ | ایت نمبر (۳۱-۳۲)

وَلَا تَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ○ مِنَ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَہُمۡ وَ کَانُوۡا شِیَعًا ؕ کُلُّ حِزۡبٍۭ بِمَا لَدَیۡہِمۡ فَرِحُوۡنَ ○

ترجمہ: اور نہ ہو جانا تم مشرکوں میں سے یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے پھوٹ ڈال دی اپنے دین میں اور بٹ گئے فرقوں میں۔ ہر فرقہ اس (طریقے) پر جو ان کے پاس ہے مگن ہے۔

خطبہ

جمعة المبارک

[12 رجب المرجب 1431ھ بمطابق 25 جون 2010]

عنوان

حصہ دوم

صفائی

زیر اہتمام: شعبہ دینی امور جوہری ٹرسٹ (جامع مسجد محمدی نئی آبادی اثاری سروبہ لاہور)

نوٹ: ہم وضاحت کے ساتھ یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ الحمدللہ ہمارا کسی فرقہ کسی مسلک کسی سیاسی گروہ یا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمارا عزم ہے کہ ہم نے اپنے معاشرے سے انتشار اور افتراق (صوبائیت لسانیت فرقہ واریت) کو ختم کرنا ہے اور بہترین معاشرہ بنانا ہے اس کیلئے ہم نے ایک انسانی کوشش شروع کی ہے اور ہر انسانی کوشش میں غلطیوں کا امکان رہتا ہے لہٰذا ہماری تحریر میں جو کچھ صحیح نظر آئے نور قرآنی ہے اور جہاں کہیں غلطی نظر آئے وہ ہماری اپنی کوتاہی ہے اس ادنٰی سی کوشش کو آپ تک پہنچانے کیلئے خطبات کا سلسلہ ایک کڑی ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری اس کاوش کو سراہیں گے اور آپ کو ہم اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ اللہ پاک ہمیں استقامت دے اور معاشرتی بہتری کیلئے زیادہ سے زیادہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بتعاون: محترم جاوید اختر جوہری صاحب صدر جوہری ٹرسٹ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اَوْفُوْا عَھْدَہٗ

اَمَّا بَعْدُ۔

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ ○

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

اطھور شطر الایمان

صَدَقَ اللّٰہُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ ○

حاضرین کرام! تلاوت کی گئی آیت مبارکہ کی روشنی میں آج میرا موضوع ''صفائی'' ہے اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ رب العزت حق اور سچ بیان کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

سامعین ذی وقار ہم جب صفائی کی بات کرتے ہیں تو ہمارے ذہن میں آتا ہے کہ صفائی کا مطلب ہے کپڑے صاف رکھنا نہانا گھر میں جھاڑو دے دینا یہ بھی صفائی ہے لیکن اصل صفائی ہے دل کی،

آیئے ذرا غور کرتے ہیں نبی کی زندگی کیسی تھی۔

غیر امتیازی وضع زندگی:

آپ ؐ نے اپنی زندگی اس قدر سادہ رکھی تھی کہ ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی بھی آپ کو اپنے میں محسوس کرتا تھا۔ تراش، خراش، وضع قطع، لباس، خوراک کسی چیز میں بھی کوئی امتیازی خصوصیت اختیار نہیں فرمائی۔ وہی اپنے زمانے کی معاشرت، انہی عربوں کی سی زندگی جن میں آپ ؐ پیدا ہوئے۔ نہ روحانی تقدس کا کوئی امتیازی نشان، نہ بادشاہت، نہ حکومت کی کوئی مابہ الامتیاز خصوصیت۔ ہمارے یہاں فرق مناصب و مدارج کی کوئی نہ کوئی امتیازی علامت ضرور دکھائی دے گی جو صاحبِ منصب کو اور انسانوں سے الگ کر کے دکھلا دے۔ یہ تو دنیا وجاہت کا حال ہے۔ روحانی قیادت میں اس سے بھی بڑھ کر امتیازات کی دنیا قائم ہے۔ وہاں لباس، تراش، خراش، وضع قطع، چال ڈھال، نشست و برخاست، ہر رنگ اور ڈھنگ میں ایک خصوصیت پیدا کی جاتی ہے، تاکہ یہ لوگ کسی اور دنیا کی مخلوق دکھائی دیں۔ اربابِ شریعت کو دیکھئے تو عام انسانوں سے بالکل الگ تھلگ دکھائی دیں گے۔ عمائدِ طریقت کے طائفہ مقدسہ پر نگاہ ڈالیے، تو وہاں ایک نرالی دنیا نظر آئے گی۔ کسی شیخ طریقت کی مجلس میں جایئے۔ حضرت صاحب کی کیفیت یہ ہوگی کہ بت بنے بیٹھے ہیں۔ اپنے بدن سے مکھی تک بھی آپ نہیں اڑاتے۔ اس کیلئے بھی ایک خادم مورچھل بردار کھڑا ہوگا۔ اگر اٹھتے ہیں تو کوئی بیس خدام حلقہ بگیر ہونگے۔ کوئی جوتا پہنا رہا ہے، کوئی عصا تھما رہا ہے، کوئی راستہ صاف کر رہا ہے۔ کچھ سر جھکائے دائیں بائیں جلو میں جا رہے ہیں۔ باقی پیچھے پیچھے خاموش چل رہے ہیں۔ انہوں نے ذرا گردن ایک طرف کو موڑی، تو دس خدام سمع ارشاد کیلئے آگے بڑھ گئے۔ لیکن ایک اور مجلس ہمارے سامنے آتی ہے کہ اس میں روحانی قیادت کی یہ کیفیت ہے کہ قیامت تک کے مسلمان اس پر ایمان لانے کیلئے مکلف ہیں۔

معاشرتِ نبویؐ:

دنیاوی حکومت کا یہ عالم ہے کہ وسیع و عریض سلطنت کے سربراہ ہیں لیکن سادگی کا یہ عالم ہے کہ اپنا جوتا آپ مرمت کر رہے ہیں۔ ایک صحابیؓ عرض کرتے ہیں کہ حضور لایئے میں ٹانک دوں، تو فرماتے ہیں کہ یہ خود پسندی ہے جو مجھے پسند نہیں۔ گھر میں اپنے کام کاج خود کرتے ہیں۔ مسجد قبا اور مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر، اور خندق کے کھودنے میں عام مزدوروں کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں۔ دوستوں کی مجلس میں دعوت کا سامان تھا۔ سب نے کام بانٹ لیے، آپ ؐ نے فرمایا کہ جنگل سے لکڑیاں میں لاؤں گا۔ صحابہؓ نے تامل کیا تو فرمایا کہ امتیاز پسند نہیں کرتا۔ غزوہ بدر میں سواریاں کم تھیں اس لیے باری باری سے اونٹوں پر چڑھتے اترتے تھے۔ حضور ﷺ بھی، دوسروں کی طرح، ایک اونٹ کے ساتھ دو آدمیوں میں شریک تھے۔ جانثار ہمرائی اپنی باری حضور کی خدمت میں پیش کرتے تو آپ فرماتے کہ نہ تم مجھ سے زیادہ

پیدل چل سکتے ہو اور نہ میں تم سے کم ثواب کا محتاج ہوں۔ غزوۂ خیبر میں جب آپ کا داخلہ ہوا تو آپ ﷺ ایک عام خچر پر سوار تھے، جس میں لگام کی جگہ کھجور کی چھال بندھی تھی۔ جناب ابنِ ارث ایک صحابیؓ تھے جنہیں حضورؐ اسی غزوہ پر بھیجا۔ ان کے گھر میں پیچھے کوئی مرد نہ تھا اور عورتوں کو دودھ دوہنا نہیں آتا تھا۔ آپؐ ہر روز ان کے گھر جاتے اور دودھ دوہ آیا کرتے۔ برابر کے صحابیؓ تو ایک طرف، مدینہ کی لونڈیاں آپؐ کی خدمت میں آتیں اور جو کام کہتیں حضورؐ اٹھ کر کر دیتے۔ مدینہ کی بیوائیں اور مساکین سب اطمینان سے رہتے تھے کہ ان کے کام حضور ﷺ نے اپنے ذمے لے رکھے تھے۔ مجلس میں اپنے لئے کوئی امتیازی مقام متعین نہیں فرمایا تھا۔ ایک مرتبہ صحابہؓ نے اس خیال سے کہ باہر سے آنے والوں (بالخصوص دوسری سلطنت کے سفیروں) کو حضورؐ کے پہچاننے میں دقت ہوتی ہے آپؐ کے بیٹھنے کیلئے ذرا سی اونچی نشست بنادی، تو حضورؐ سخت برافروختہ ہوئے اور اسے فوراً گرادیا۔ مزدلفہ میں قریشی دوسروں سے ممتاز جگہوں پر بیٹھتے تھے۔ صحابہؓ نے چاہا کہ آپؐ کیلئے ایک طرف چوٹا سا چھپر ڈال دیا جائے آپ ﷺ نے اس سے منع فرمادیا اور کہا کہ کسی مقام پر کسی کا خاص حق نہیں۔ جو جہاں پہلے پہنچ جائے، وہ اسی کی جگہ ہے۔ تخاطب میں بھی کوئی امتیازی لقب پسند نہ فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کو مخاطب کر کے سیدنا کہہ دیا۔ آپؐ نے کہا کہ تقوئی کی راہ اختیار کرو، شیطان تمہیں تمہارے مقام سے گرا نہ دے۔ میں عبداللہ کا بیٹا محمد ﷺ ہوں، خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ ایک مرتبہ حضورؐ تشریف لائے تو صحابہ تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ فرمایا کہ یہ عجمیوں کا دستور ہے، ایسا نہ کیا کرو۔ حضرت قیس بن سعدؓ نے ایک مرتبہ حضورؐ سے کہا کہ میں نے حیرہ والوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے رئیسوں کو تعظیماً سجدہ کرتے ہیں۔ آپؐ اس سے زیادہ مستحق ہیں اس پر آپؐ نے اس کی سخت ممانعت فرمائی۔ جو ذاتِ گرامی اپنی تعظیم کیلئے دوسروں کا کھڑا ہونا پسند نہ کرے، وہ خدا بن کر لوگوں سے سجدے کس طرح کرا سکتی تھی؟ (البتہ اظہار محبت کیلئے آپؐ اٹھ کھڑے ہو جاتے تھے۔ حضرت فاطمہؓ تشریف لاتیں، تو آپ کھڑے ہو جاتے اور جوشِ محبت میں بیٹی کا ہاتھ چوم لیتے) یہ بظاہر چھوٹے چھوٹے واقعات ہیں، لیکن انسانی سیرت کا صحیح اندازہ تو چھوٹے چھوٹے واقعات سے ہی لگا کرتا ہے۔ بڑے بڑے واقعات میں تو تصنع کا بھی امکان ہوتا ہے انسان کی صحیح زندگی کی جھلک روزمرہ کے کام کاج میں نظر آیا کرتی ہے۔ یہ سادگی اور عدم تمیز وافضلیت اس تعلیم کا جز تھی جسے آپ اپنی جماعت کے دلوں سے، تمیز بندہ و آقا، کا طاغوتی خوف دور کر کے ان میں صحیح جذبہ حریت و روح آزادی پیدا کرنا چاہتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص خدمت نبویؐ میں حاضر ہوا تو نبوت کے رعب سے کانپنے لگا۔ آپؐ نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں، میں فرشتہ نہیں ہوں، کوئی مافوق الفطرت ہستی نہیں ہوں۔ ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت پکا کر کھایا کرتی تھی۔ واضح رہے کہ حضورؐ کی یہ سادگی اور فروتنی، مفلسی کے ادبار یا مذہبی تقشف کی بناء پر نہیں تھیں۔ آپؐ ایک سلطنت کے سربراہ تھے، اس لیے افلاس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا تھا، نہ ہی یہ رہبانیت تھی۔ اس لیے کہ حضورؐ رہبانیت کو مٹانے آئے تھے مفلسی جس میں انسان اپنی ضروریات کیلئے دوسروں کا دستِ نگر ہو جائے، خدا کا عذاب ہے اور حضورؐ کے ارشاد کے مطابق دنیا اور آخرت میں روسیاہی کا موجب اسی لئے جن باتوں پر حضورؐ بیعت لیتے تھے، ان میں ایک یہ بھی تھا کہ

لَا تَسْئَلُوْنَ النَّاسَ شَيْئًا (لوگوں سے سوال مت کرنا) کہ سوال کرنے سے انسان کی غیرت مٹی میں مل جاتی ہے اور وہ شرف انسانیت کے رفیع و وقیع مقام سے ضعف خودی کی پستیوں میں گر جاتا ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ سوال کیا آپؐ نے فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ ہے۔ اس نے کہا ایک بچھونا ہے اور ایک پانی پینے کا پیالہ آپؐ نے دونوں چیزیں منگالیں اور دو درہم میں فروخت کر دیں ایک درہم کا کھانا اس کے گھر بھیج دیا اور ایک درہم کی رسی منگا کر اس سے دے دی کہ جاؤ جنگل سے لکڑیاں لاکر شہر میں بیچا کرو۔ کچھ دنوں کے بعد وہ آیا تو اس کے پاس دس درہم جمع ہو گئے تھے۔ آپؐ اسے بہت خوش ہوئے۔

غیر مساوی زندگی:

قرآن میں اللہ کا ارشاد گرامی ہے کہ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۞ صحابہ کے دلوں کی صفائی اللہ نے چیک کی تو صحابہ اس صفائی میں کامیاب نکلے دل صاف ہونے چاہیں حسد سے چغلی سے نفاق سے بغض سے نفرت سے فرقہ بندی سے دشمنی سے گناہوں سے دل صاف ہوگا تو ظاہر بھی صاف ہوگا تو قرآن سے دل کی صفائی کا بھی حکم دیا ہے ہمارے دل صاف ہونا چاہیں ہمارا ذہن بھی صاف ہونا چاہیے۔ تمام گندگیوں سے ہماری آنکھیں بھی صاف ہونے چاہیئے نظر سے یہ وہ صفائی ہے جو بندے اور اللہ کے درمیان ہے۔ اسلام کی خوبصورتی ہے کہ اسلام نے ظاہری صفائی کا بھی حکم دیا ہے، عقلی اور سائنسی اعتبار سے اس میں انسان کیلئے بے شمار فوائد ہیں وضو اعضاء کی صفائی کا نام ہے نماز دل کی صفائی کا نام ہے، آنکھوں کی صفائی کا نام ہے، ذہن کی صفائی کا نام ہے۔

صفائی کے فوائد سائنسی نکتہ نظر سے :

دن میں پانچ مرتبہ وضو کرنے میں سائنسی نکتہ نظر سے بہت زیادہ جسمانی فوائد ہیں۔

ہاتھ کا دھونا:

کام کاج کے دوران انسان کے ہاتھ بعض ایسی اشیاء پر لگتے ہیں جن پر بکٹیریا اور دوسرے جراثیم لگے ہوتے ہیں۔ وہ جراثیم ہاتھوں سے چمٹ جاتے ہیں جب انسان کے ہاتھ اپنے جسم کے مختلف حصوں سے لگتے ہیں تو جراثیم وہاں منتقل ہو جاتے ہیں اور مختلف بیماریوں کے پھیلنے کا باعث بنتے ہیں۔ نمازی انسان دن میں کم از کم پانچ مرتبہ اپنے ہاتھوں کو پانی سے دھوتا ہے لہٰذا اس کے ہاتھ صاف ستھرے رہتے ہیں۔ بہت سی بیماریوں سے بچاؤ خود بخود ہو جاتا ہے۔

کلی کرنا:

انسان جب کوئی چیز کھاتا ہے تو دانتوں کے درمیانی جگہوں میں اس کے اجزا پھنس جاتے ہیں۔ اگر منہ کو اچھی طرح صاف نہ کیا جائے تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ اجزا گل سڑ جاتے ہیں۔ منہ سے بدبو آنی شروع ہو جاتی ہے۔ اگر دوبارہ کھانا کھایا جائے تو یہ گندے اجزا صاف کھانے کے ساتھ مل کر معدے میں پہنچ جاتے ہیں اور پیٹ کی بیماریوں کا ذریعہ بنتے ہیں۔ وضو کرنے والا انسان دن میں پانچ مرتبہ اپنے منہ کو اچھی طرح صاف کرتا ہے لہٰذا دانتوں کی اور آنتوں کی بیماریوں سے بچا رہتا ہے۔

ناک میں پانی ڈالنا:

انسان کے پھیپھڑوں میں ہوا کا جانا اور آکسیجن کا جسم کو مہیا ہونا انسانی زندگی کا سبب ہے۔ ہوا میں مختلف جراثیم اربوں کھربوں کی تعداد میں موجود ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انسان کے ناک میں ائیر فلٹر بنا دیا تاکہ صاف ہوا جسم کو ملے اس طرح گاڑیوں کے ائیر فلٹر کچھ عرصے کے بعد چوک ہو جاتے ہیں ان کو صاف کرنا پڑتا ہے اسی طرح انسان کی ناک میں مختلف جراثیم اکھٹے ہو جاتے ہیں۔ ناک کو بار بار صاف کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، کوئی بھی انسان اپنے ناک میں دن میں ایک دو مرتبہ سے زیادہ پانی ڈال کر صاف نہیں کرتا ہو گا مگر ایک مسلمان نمازی دن میں پانچ مرتبہ اپنے ناک کی پانی سے صفائی کرتا ہے

چہرہ دھونا:

وضو کے دوران چہرے کا دھونا فرض ہے۔ جب چہرہ دھویا جاتا ہے تو اس کی جلد صاف ہو جاتی ہے، مسام کھل جاتے ہیں تر و تازگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ مزید برآں چہرہ دھوتے وقت آنکھوں میں پانی کا جانا ایک قدرتی امر ہے۔ آنکھوں کے ماہرین اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ دن میں چند بار آنکھوں میں تازہ پانی کے چھینٹے مارے جائیں تو آنکھیں کئی بیماریوں سے محفوظ ہو جاتی ہیں۔ خاص طور پر صبح کے وقت جب کہ ہوا میں اوزون (03) کافی مقدار میں موجود ہوتی ہے پانی کے چھینٹے آنکھوں میں مارنے سے موتیا بند کی بیماری سے محفوظ رہتا ہے۔

گردن کا مسح کرنا:

انسانی دماغ سے نکلنے والی چھوٹی چھوٹی رگیں (نرو) پورے جسم میں پھیل جاتی ہیں اور مختلف اعضاء کو سگنل پہنچانے کا کام کرتی ہیں۔ یہ سب رگیں دماغ سے نکل کر گردن کے پیچھے سے ہوتی ہوئی ریڑھ کی ہڈی کے ذریعے جسم کے مختلف جگہوں سے ملی ہوتی ہیں۔ گردن کے پیچھے کا حصہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اگر اس حصے کو خشک رکھا جائے تو رگیں کھچنے کی وجہ سے انسانی دماغ پر اس کا اثر پڑتا ہے۔ کئی لوگ تو دماغی توازن کھو بیٹھتے ہیں۔ ڈاکٹر لوگ انہیں سمجھاتے ہیں کہ وہ گردن کے پیچھے کے حصے کو وقتاً فوقتاً تر کرتے رہیں۔ نمازی آدمی جب وضو کرتا ہے تو اسے یہ نعمت خود بخود مل جاتی ہے۔ ایک شخص فرانس کے ائیر پورٹ پر وضو کر رہا تھا اسے کسی نے پوچھے آپ کس ملک سے تعلق رکھتے ہیں اس نے کہا پاکستان سے۔ سائل نے پوچھا کہ پاکستان میں کتنے پاگل خانے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے تعداد کا پتہ نہیں ویسے چند ایک ہی ہونگے۔ سائل نے اپنا تعارف کروایا کہ میں یہاں کے ایک پاگل خانے کے ہسپتال میں ڈاکٹر ہوں۔ میری عمر اس تحقیق میں گزری ہے کہ لوگ پاگل کیوں ہوتے ہیں؟ میری تحقیق کے مطابق جہاں اور بہت ساری وجوہات ہیں ایک وجہ یہ بھی ہے کہ لوگ اپنی گردن کے پچھلے حصے کو خشک رکھتے ہیں۔ کھچاؤ کی وجہ سے رگوں پر اس کا اثر ہوتا ہے۔ جو لوگ اس جگہ کو وقتاً فوقتاً نمی پہنچاتے رہیں وہ پاگل ہونے سے بچ جاتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے ہاتھ پاؤں دھونے کے ساتھ ساتھ

گردن کے پچھلے حصے پر بھی گیلے ہاتھ پھیرے۔نمازی نے بتایا کہ وضو کرتے وقت گردن کا مسح کیا جاتا ہے اور ہر نمازی دن میں پانچ مرتبہ گردن کا مسح کرتا ہے۔ڈاکٹر کہنے لگا کہ اسی لیے آپ کے ملک میں لوگ کم تعداد میں پاگل ہوتے ہیں۔اللہ اکبر۔ایک ڈاکٹر کی پوری زندگی کی تحقیق نبیؐ کے بتائے ہوئے ایک چھوٹے سے عمل پر آکر ختم ہوگئی۔

پاؤں دھونا:

انسانی جسم میں بعض ایسی بیماریاں ہوتی ہیں جن کا اثر پاؤں پر بہت زیادہ ہوتا ہے مثلاً شوگر کے مریض کے پاؤں پر زخم بھی ہو جائیں تو اسے پتہ نہیں چلتا۔ڈاکٹر لوگ شوگر کے مریض کو سمجھاتے ہیں کہ وہ اپنے پاؤں کو صاف رکھے۔دن میں چند مرتبہ اسے غور سے دیکھے کہ کہیں کوئی زخم وغیرہ تو نہیں۔اچھی طرح پاؤں کا مساج کرے تا کہ خون کی شریانوں میں اگر کہیں رکاوٹ ہے تو وہ دور ہو جائے۔نمازی آدمی دن میں پانچ مرتبہ وضو کرتا ہے تو یہ سب کام خود بخود ہو جاتے ہیں۔پاؤں کی انگلیوں کے درمیان فنگس کی وجہ سے زخم ہو جاتے ہیں۔وضو کرنے والا انگلیوں کے درمیان خلال کرتا ہے تو اسے صورت حال کا پتہ چل جاتا ہے۔پاؤں زمین کے قریب ہونے کی وجہ سے بہت جلد جراثیم کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔انہیں صاف رکھنا اور متعدد بار دھونا بہت ضروری ہے۔یہ نعمت نمازی کو وضو کے دوران نصیب ہو جاتی ہے۔اسے کہتے ہیں ہم خرما و ہم ثواب کہ وضو کرنے سے گناہ بھی جھڑ گئے اور جسمانی بیماریوں سے بھی نجات مل گئی۔وضو کے ان فضائل،معارف اور فوائد وثمرات کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے وضو کا حکم فرما کر ہمارے اوپر کس قدر احسان فرمایا۔

سائنس آج ان باتوں کو سو فیصد سچ مانتی ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے چودہ سو سال پہلے صفائی کا ہمیں حکم دیا تھا اور صفائی کو آدھا دین قرار دیا ہے رسول اللہ ﷺ دنیا میں سب سے زیادہ نفیس اور صفائی پسند تھے۔اب مسلمان اس درجے کی صفائی کا خیال نہیں رکھتے حالانکہ مسلمانوں کو صفائی پسند ہونا چاہیے،صفائی سے مراد صرف کپڑے صاف پہن لینا نہیں ہے غسل کر لینا ہی صفائی نہیں ہے۔

آیئے سنتے ہیں صحیح تصور صفائی کیا ہے؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَیْدِیْهِمْ انسان کے اعضاء قیامت کے دن گواہی دیں گے کہ یہ انسان ہم سے گناہ کیا کرتا تھا اس لیے اعضاءِ انسانی کی صفائی بھی بہت ضروری ہے

آنکھ کی صفائی:

آنکھ کے متعلق ارشاد ربانی ہے۔یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ آپ اپنی آنکھوں کو جھکا کر چلا کرو تا کہ کسی غیر محرم پر نظر نہ پڑے یہ آنکھ کی صفائی کا حکم ہے نہ تو کسی غلط چیز کو دیکھیں اور نہ ہی آنکھ کو غلط استعمال میں لائیں۔

کان کی صفائی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ کہ کانوں سے اچھی بات سنیں،کان بری باتوں کو سننے کیلئے اللہ تعالیٰ نے نہیں دیے بری مجلس سے اٹھ جائیں تا کہ آپ کے کان بری بات سننے سے بچ جائیں یہ کان کی صفائی ہے۔

زبان کی صفائی:

زبان کے متعلق اللہ کا ارشاد ہے کہ۔وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ○ کہ زبان کو لغو اور گندی قسم کی باتوں سے بچاؤ زبان سے کسی کو تکلیف نہ دو،گالی نہ دو،برا بھلا نہ کہو،زبان کا صحیح استعمال کرو نرم بات کرو۔

سیدنا علی المرتضیٰ کا قول ہے۔زبان کا لگایا ہوا زخم بھولتا نہیں اس لیے زبان سے کسی کو زخم مت دیں،زبان سے قرآن پڑھا جائے زبان سے مسلمان کی اصلاح اور فکر کی کوشش کی جائے،تب جا کر زبان کی صفائی حاصل ہو سکے گی۔

ہاتھوں کی صفائی:

اللہ رب العزت نے قرآن میں ہاتھوں کے متعلق ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ہاتھ خود بتائیں گے کہ اس نے مجھ سے گناہ کیا ہے ہاتھ انسان کے خلاف گواہ بن

جائیں گے اس لیے ہاتھوں کی صفائی یہ ہے کہ ہاتھوں کو گناہوں سے روکے رکھو کوئی گناہ کا کام ہاتھ سے نہ کیا جائے ہاتھ اپنے اور انسانوں کی بہتری کیلئے استعمال کریں۔

پاؤں کی صفائی:

پاؤں کی صفائی سے مراد یہ ہے کہ پاؤں سے گناہ کی طرف یا گناہ والے راستے کی طرف چل کر نہ جایا جائے پاؤں کو اللہ کی عبادت سے تھکاؤ۔

رسول اکرم ﷺ کے پاؤں مبارک عبادت سے سوج جایا کرتے تھے۔ پاؤں کی صفائی سے مراد یہ ہے کہ پاؤں سے گناہ کی طرف نہ جایا جائے ہر برے کام سے آپ کے پاؤں رک جائیں۔

دل کی صفائی:

دل میں حسد، کینہ، عداوت، نفرت یہ سب بیماریاں ختم کردیں دل ایسے صاف ہو جیسے آئینہ صاف ہوتا ہے دل صاف ہوگا ذہن صاف ہوگا، ذہن صاف ہوگا تو ظاہر صاف ہوگا، ظاہر صاف ہوگا تو انسان صاف اور پاکیزہ زندگی گزارے گا۔

باقی اعضاء کی بھی صفائی ضروری ہے، ناخن تراشنا ضروری ہے، دانتوں کی صفائی بھی ضروری ہے۔ مسواک کیا کریں، ٹوتھ برش کیا کریں۔ صبح و شام دانتوں کو ضرور صاف کرنا چاہیے دانت اللہ کی نعمت ہیں جسکی قدر صفائی کے ساتھ ضروری ہے۔ بال بھی درست ہونے چاہیں، لباس بھی صاف ہونا چاہیے

رسول اللہ ﷺ کی صفائی کے متعلق آتا ہے کہ آپ اپنے لباس، بال، ناخن، مکمل جسم مبارک کی صفائی کا بہت ہی زیادہ خیال فرماتے تھے۔ اسلام نے جب صفائی پر زور دیا تو بعض لوگ بلغم تھوک دیا کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ سے صاف کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ بلغم گندگی کی جگہ تھوکا کریں ہر جگہ، راستے میں تھوکنے سے منع فرمایا ایک یہودی جو رسول اللہ ﷺ کا مہمان بنا اور بستر پر گندگی کر گیا تو آپ ﷺ نے خود اپنے ہاتھوں سے صاف کیا جس کی وجہ سے اس نے اسلام قبول کرلیا تھا اسلام خود بھی خوبصورت ہے اور خوبصورتی، نفاست، اور صفائی کو پسند بھی کرتا ہے زیرِ ناف بالوں کی صفائی کا خیال رکھنا بغل کے بالوں کو صاف رکھنا، لباس کا خیال رکھنا اپنے گھر کی صفائی کا خیال رکھنا ہر چیز ترتیب کے مطابق رکھنا اپنی گلی کو صاف کرنا لوگ اس بارے میں بڑے بے پرواہ ہیں بے پرواہی نہیں کرنی چاہیے بلکہ محلے اور گلی کو صاف کرنا چاہیے کاغذ کوڑا وغیرہ گندگی کے ڈھیر پر پھینکنا چاہیے اگر ہم گلی محلے اور شہر کو صاف ستھرا رکھیں تو پورا ملک صاف ستھرا ہوگا مگر ہم صفائی کا بالکل ہی خیال نہیں کرتے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص ایک کروڑ روپے کی گاڑی پر سوار ہے گاڑی بھی گندی ہے اور راستہ میں کاغذ اور بوتلیں پھینک دیتے ہیں یہ اللہ کی نعمت کی ناقدری ہے اور صفائی کا خیال نہ رکھنا یہ اللہ کے حکم کی نافرمانی ہے اس لیے سائیکل چلانے والے پیدل چلنے والے، گاڑی پر بیٹھنے والے سب کو اللہ کی حکم کی پابندی کا کہا گیا ہے۔ باوضو رہنا صفائی ہے، گالی نہ دینا صفائی ہے نظروں کی حفاظت صفائی ہے، نمازوں کی پابندی صفائی ہے جھوٹ نہ بولنا صفائی ہے خیانت نہ کرنا صفائی ہے اچھی سوچ صفائی ہے دنیا کے تمام کام جو اچھائی پر ہیں انہیں کریں تو یہ صفائی ہے نہ کریں تو گندگی ہے امید ہے کہ ہم سب انشاءاللہ مکمل صفائی کا خیال رکھیں گے اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے؟

جب ہم صحیح مسلمان تھے کسی گروہ یا فرقہ میں تقسیم نہ تھے تب قرطبہ پر مسلمان حکمران تھے خلافتِ عثمانیہ بھی مسلمانوں کی پہچان تھی تعلیمی درسگاہیں بھی مسلمانوں کی تھی سائنسدان بھی مسلمان تھے دنیا میں ہر نئی چیز مسلمان متعارف کرواتے تھے جب سے ہم نے صوبائیت، لسانیت کو اپنایا اور فرقہ بندی کو اپنی پہچان بنایا تب سے ہم ہر شعبہ میں زوال کا شکار ہیں پستی اور ذلت مسلمانوں کا مقدر بنتی جارہی ہے آیئے ہم پھر سے صحیح مسلمان بن جائیں اپنی پہچان بطور مسلمان کروائیں تاکہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو گمشدہ علمی میراث واپس مل جائے اور عظمتِ رفتہ بحال ہو جائے اور پھر شان سے زندگی گزارنے لگ جائیں جیسے مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی ریاست میں صحابہ شان سے زندگی گزارتے تھے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے امین